دستاویزات کی شرعی حیثیت!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

❶:- مروجہ دستاویزات کس حد تک ایک شرعی حجت ہیں؟ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس اقرار نامہ، بیع نامہ، وصیت نامہ وغیرہ ہو اور وہ عدالت میں اس کو اپنے حق کے ثابت کرنے کے لیے پیش کرے تو عدالت اس کو کس حد تک اور کن شرائط کے ساتھ ایک فیصلے کے لیے بنیاد بنا کر شرعی اُصولوں کے مطابق اس پر فیصلہ سنا سکتی ہے؟ نیز اگر دستاویز مطلقاً ایک شرعی حجت نہیں تو کسی فیصلے کے لیے مُمِدّ و معاون ثابت ہوسکتی ہے؟

❷:- نیز اگر کوئی عورت نکاح نامہ بطور ثبوت پیش کر کے دعویٰ کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور دوسری کوئی دلیل نہ ہو تو اس کو بنیاد بنا کر شرعاً کن شرائط اور کس حد تک اس پر فیصلہ کرنا جائز ہے؟

❸:- نیز طلاق نامے میں مذکورہ طریقہ کار کا جواب کیا ہوگا؟ مستفتی: ثاقب اقبال

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

❶:- کسی دعوے کو ثابت کرنے کے لیے دستاویزات ایک اہم ثبوت کی حیثیت رکھتی ہیں، اُن کے ذریعے معاملات میں کسی ممکنہ تنازع سے بچا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس سے متعلق احکام (دستاویز لکھنے کا طریقہ اور اس کے فوائد) کو تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ معاملات کی دستاویز لکھنے کی تاکید بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا‘‘ [الآیۃ] (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۸۲)

ترجمہ: ’’اور تم اس (دَین) کے (بار بار) لکھنے سے اُکتایا مت کرو، خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے، اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو۔۔۔ الخ۔‘‘ (از بیان القرآن)

جائیداد کے مالکانہ حقوق کے ثبوت اُن کی دستاویزات ہیں۔ عرصہ دراز گزر جانے پر ان پر شرعی گواہ پیش کرنا مشکل، بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ ثبوت کے اعتبار سے دستاویزات کے شرعی حجت ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ دستاویزات دو قسم پر ہیں:

الف: وہ دستاویزات جو حقائق پر مبنی ہوں اور تغیر وتبدل سے محفوظ ہوں اور دستاویزات کو پختہ کرنے کے تمام قانونی تقاضوں کو پورا کیا گیا ہو۔ ضرورت اور عرف کے پیشِ نظر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس قسم کی دستاویزات کے حجت ہونے کی تصریح کی ہے، جبکہ وہ مطلوبہ معیار پر پورا اُترتے ہوں۔

ب: وہ دستاویزات جو تغیر وتبدل سے محفوظ نہ ہوں، ان کے جعلی ہونے کا شبہ پایا جائے اور ان کو پختہ کرنے کے قانونی تقاضوں کو بھی نظر انداز کیا گیا ہو۔

پہلی قسم کے دستاویزات کا جب عدالت میں جانچ پرکھ کے بعد صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو عدالت کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا، جبکہ دوسری قسم کی دستاویزات شرعی حجت نہیں بن سکتیں، عدالت اُن کو مدار بنا کر اُن پر فیصلہ نہیں دے سکتی۔

تاہم موجودہ دور چونکہ مکر وفریب کا دور ہے، سچے اور جھوٹے کاغذات کی تمیز مشکل ہوگئی ہے، لہٰذا ان دستاویزات پر اگر کسی فریق کی جانب سے شک وشبہ کا اظہار کیا جائے تو بلا تحقیق ان کو ثبوت قرار دے کر فیصلہ کرنا شرعاً درست نہیں، بلکہ ان کے شرعی حجت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے بارے میں تحقیق کی جائے اور اُن پر باقاعدہ گواہ بھی موجود ہوں۔

❷ :۔ اگر کوئی عورت نکاح نامہ بطورِ ثبوت پیش کر کے کسی شخص پر اپنا شوہر ہونے کا دعویٰ کرے، جبکہ مرد انکار کرتا ہو تو اگر نکاح نامہ کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی دلیل نہ ہو تو اس صورت میں عدالت اس نکاح نامہ کی تحقیق کرے، اگر یقینی ذرائع سے اس کا صحیح اور حقائق پر مبنی ہونا ثابت ہو جائے تو عدالت اس کے مطابق فیصلہ دے سکتی ہے اور اگر عدالت میں یقینی ذرائع سے اس کا صحیح ہونا ثابت نہ ہو، بلکہ اس کے جعلی ہونے کا شبہ پایا جائے تو اس صورت میں اسی کو بنیاد بنا کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا شرعاً درست نہ ہوگا، جب تک عورت اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے دو گواہ پیش نہ کرے۔

❸:۔نیز طلاق نامہ کی دستاویزی حیثیت بھی وہی ہے جو نکاح نامہ کی ہے، اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

’’مجلة الأحكام العدلية‘‘ میں ہے:

’’المادة (١٨١٤) يضع القاضي في المحكمة دفترًا للسجِلّات و يقيد ويحرر في ذلك الدفتر الإعلامات والسندات التي يعطيها بصورة منتظمة سالمة عن الحيلة والفساد و يعتني بالدقة بحفظ ذلك الدفتر، وإذا عزل سلم السجِلّات المذكورة إلى خلفه إما بنفسه أو بواسطة أمينه.‘‘

(مجلة الأحكام العدلية، ج:۱، ص:۳۶۹، ط: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی)

’’شرح المجلة لسليم رستم باز‘‘ میں ہے:

’’إن الاعلام والسندات الصادرين من حاكم محكمة يجوز الحكم والعمل بمضمونهما بلا بينة إذا كانا عاريين و سالمين من شبهة التزوير والتصنيع وموافقين لأصولهما.‘‘ (شرح المجلۃ، ص:۱۱۸، رقم المادۃ:۱۸۲۱، ط: دار الکتب العلمیۃ)

اسی میں ہے:

’’ولا يعمل بالخط والتختم وحدهما الا إذا كان سالما من شبهة التزوير والتصنيع، فيعمل به، يعنى إنه مدار للحكم، ولا يحتاج إلى الثبوت بوجه آخر.‘‘ (الباب الثانی، ص:۱۰۹۴، المادۃ:۱۷۳۶)

’’العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية‘‘ میں ہے:

’’واستثنى أيضا في الأشباه تبعًا لما في قاضي خان والبزازية وغيرها خط السمسار والبياع والصراف وجزم به في البحر وكذا في الوهبانية وحققه ابن الشحنة وكذا الشرنبلالي في شرحها وأفتى به التمرتاشي صاحب التنوير ونسبه العلامة البيري إلى غالب الكتب، قال حتى المجتبى حيث قال: وأما خط البياع والصراف والسمسار فهو حجة، وإن لم يكن معنونا ظاهرا بين الناس وكذلك ما يكتب الناس فيما بينهم يجب أن يكون حجة للعرف اه، وفي خزانة الأكمل صراف كتب على نفسه بمال معلوم وخطه معلوم بين التجار وأهل البلد، ثم مات، فجاء غريم يطلب المال من الورثة وعرض خط الميت بحيث عرف الناس خطه حكم بذلك في تركته إن ثبت أنه خطه وقد جرت العادة بين الناس بمثله حجة.‘‘(العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، ج:۲، ص:۲۰، ط: دار المعرفۃ، بیروت)

’’رسائل ابن عابدين‘‘ میں ہے:

’’ (وقد) علمت أن هذه المسئلة أعني مسئلة الصراف و البياع والسمسار مستثناة من قاعدة أنه لا يعمل بالخط، وللعرف الضرورة المذكورة جزم بها

هؤلاء الجماعة المذكورون وكذا أئمة بلخ، كما نقله في البزازية وكفى بالإمام السرخسي وقاضي خان قدوة.'' (رسائل ابن عابدین، ج:۲،ص:۱۴۴، ط:سہیل اکیڈمی)

وفيه أيضا:

''فالحاصل أن المدار على انتفاء الشبهة ظاهرا وعليه فما يوجد في دفاتر التجار في زماننا إذا مات أحدهم وقد حرر بخطه ما عليه في دفتره الذي يقرب من اليقين أنه لا يكتب فيه على سبيل التجربة والهزل يعمل به والعرف جار بينهم في ذلك، فلولم يعمل به يلزم ضياع أموال الناس إذغالب بياعاتهم بلاشهود خصوصًا ما يرسلونه إلى شركائهم و أمنائهم في البلاد لتعذر الأشهاد في مثله، فيكتفون بالمكتوب في كتاب أو دفتر ويجعلونه فيما بينهم حجة عند تحقق الخط أو الختم.'' (رسائل ابن عابدین، ج:۲،ص:۱۴۴، ط:سہیل اکیڈمی)

''احسن الفتاویٰ'' میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''مدعی اور مدعیٰ علیہ کے بیان اور سرکاری کاغذات کی نقول دیکھنے سے ثابت ہوا کہ یہ زمین مدعی عبد الوحید کی ہے۔ امام سرخسیؒ، امام قاضی خانؒ اور علامہ بزازیؒ جیسے جلیل القدر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے سرکاری ریکارڈ کو بلاشہود بھی حجتِ معتبرہ قرار دیا:

''كما صرح به العلامة ابن عابدين في رسالته ''نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف'' ونصه:''وحاصله أن ما مر من قولهم لا يعتمد على الخط ولا يعمل به مبني على أصل المنقول في المذهب قبل العرف ولما حدث العرف في الاعتماد على الخط والعمل به في مثل هٰذه المواضع أفتوا به .... الخ.'' (رسائل ابن عابدین، ج:۲،ص:۱۴۴)''

(احسن الفتاویٰ، ج:۷،ص:۲۱۷، ط:سعید)

''فتاویٰ حقانیہ'' میں ہے:

''از روئے شریعت جو دستاویزات تغیر وتبدل سے محفوظ ہوں، ان کو اعتبار دے کر اُن پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے، لیکن موجودہ حالات میں چونکہ مکروفریب نے معاشرہ میں اکثر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، جس کی وجہ سے سچے اور جھوٹے کاغذات میں تمیز مشکل ہوگئی ہے، اس لیے اگر تحریری معاہدہ پر باقاعدہ گواہ موجود ہوں تو اس کو اعتبار دیا جائے گا، ورنہ نہیں۔'' (فتاویٰ حقانیہ، ج:۵،ص:۳۶۴، ط: جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

''فتاویٰ محمودیہ'' میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

’’جبکہ وہ زمین زید کے نام ہے اور سرکاری کاغذات میں خانۂ ملکیت میں اس کا نام درج ہے تو اس کے لیے مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔‘‘ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱۶، ۴۵۷، ط: فاروقیہ)

’’فتاویٰ دارالعلوم دیوبند‘‘ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

’’باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہانِ عادل جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو، ثابت نہ ہوگا، کما في الدر المختار:

’’(قوله: ولو فاسقين إلخ) اعلم أن النكاح له حكمان: حكم الانعقاد، وحكم الإظهار، فالأول ما ذكره، والثاني إنما يكون عند التجاحد، فلا يقبل في الإظهار إلا شهادة من تقبل شهادته في سائر الأحكام كما في شرح الطحاوي، فلذا انعقد بحضور الفاسقين والأعميين والمحدودين في قذف، وإن لم يتوبا وابني العاقدين، وإن لم يقبل أداؤهم عند القاضي.‘‘

اس عبارت اور نیز درمختار سے معلوم ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب وقبول سننے سے منعقد ہوجاتا ہے، اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادت ہوں، لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ’’ثبوت عند القاضي بحق كافة الناس‘‘ بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔‘‘ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج:۸، ص:۱۴۸، ط: دارالاشاعت)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	امتیاز الدین
	الجواب صحیح	تخصصِ فقہِ اسلامی
	محمد عبدالقادر	جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....

دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست

جناب شیخ محمد وسیم صاحب (ناظم آباد، کراچی) کی اہلیہ محترمہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا ہے، إنا لله وإنا إليه راجعون، اللّٰهم اغفر لها وارحمها وعافها واعف عنها، آمين.

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند نیک خاتون تھیں۔

قارئینِ بینات سے اُن کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔